بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْن، أَمَّا بَعْدُ:

84: شفاعت کا بیان

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔

ہم جہاں پر رُکے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "الأمر الحادي عشر" (گیارہواں معاملہ یا اُمر جو قیامت کے دن ہوگا) "مما يكون يوم القيامة: الشفاعة" (شفاعت کا بیان)۔

(گیارہویں چیز جو قیامت کے دن ہوگی یا گیارہواں اُمر یا معاملہ جو ہے وہ ہے شفاعت)۔

اور مصنف رحمہ اللہ (یعنی شیخ الاسلام رحمہ اللہ) نے اِن الفاظ میں بیان کیا ہے: "وله - صلى الله عليه وسلم - في القيامة ثلاث شفاعات" (اور اللہ تعالٰی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے قیامت کے دن تین شفاعات ہیں)۔

"له": الضمیر جو ہے اللہ تعالٰی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹتا ہے اور "شفاعات" جمع شفاعہ ہے؛ اور لغت کے اعتبار سے شفاعت کا مطلب ہے کسی چیز کو جفت بنالینا "جعل الشيء شفعًا"۔ جفت جانتے ہیں آپ اردو میں طاق یعنی اوڈ (Odd) جسے ہم کہتے ہیں؟ جفت جسے ایون (Even) اور عربی میں وتر کہتے ہیں اوڈ (Odd) کو، اور شفع کہتے ہیں ایون (Even) کو۔ تو کسی چیز کو جب آپ شفع کر دیتے ہیں تو اسے شفاعہ کہتے ہیں اور اصطلاح میں: "التوسط للغير بجلب منفعة أو دفع مضرة": کسی شخص کے لیے واسطہ بننا یا وسیلہ بننا اس کے لیے خیر اور منفعت حاصل کرنے کے لیے اور نقصان سے بچانے کے اسے شفاعت کہتے ہیں اور اس کی مناسبت لفظ سے جو ہے بالکل ظاہر واضح ہے کیونکہ آپ جب کسی شخص کے لیے واسطہ بنتے ہیں تو آپ اُس کے ساتھ شَفَع بن جاتے ہیں۔

یعنی وہ اکیلا تھا اس کو کسی کی مدد کی ضرورت تھی آپ اُس کے ساتھ مل کر کسی اور تیسرے شخص سے اس کا جو خیر ہے وہ حاصل کرا دیتے ہیں یا اس کے نقصان سے اسے بچا دیتے ہیں تو اس اعتبار سے آپ نے اس کے ساتھ مل کر شفع کیا ہے۔

شفاعت کی دو قسمیں ہیں، باطل شفاعت ہے اور صحیح شفاعت ہے اور دوسرے لفظوں میں منفی اور مثبت شفاعت بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی بعض علماء شفاعت کی تقسیم جب کرتے ہیں تو کہتے ہیں "باطل شفاعت اور صحیح شفاعت"۔

اور بعض علماء صرف لفظی فرق ہے (لفظ کے اعتبار سے فرق ہے) باقی معنی ایک ہے اور دلائل بھی ایک ہی ہیں؛ بعض علماء باطل کی جگہ منفی کہتے ہیں اور صحیح کی جگہ مثبت کہتے ہیں۔

باطل شفاعت وہ ہے جسے مشرکین جو ہیں اپنے بُتوں کے ساتھ کرتے ہیں، مشرکین جب بُتوں کی عبادت کرتے ہیں وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ شفعاء ہیں شفاعت کریں گے اللہ تعالیٰ کے ہاں اِن کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ یونس آیت نمبر 18 میں:

﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾(یونس:18)۔

﴿وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (وہ عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا) ﴿مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ﴾ (جو اُن کو نہ نقصان پہنچاتے ہیں نہ نفع پہنچاتے ہیں) ﴿وَيَقُوْلُوْنَ﴾ (اور وہ یہ کہتے ہیں)؛ یعنی وہ شفاعت کی وجہ بیان کر رہے ہیں کہ وہ کیوں اُن کی عبادت کرتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں: ﴿هٰٓؤُلَآءِ﴾ (یعنی یہ جو ہیں بُت جو ہیں) ﴿شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (یہ ہمارے شفیع ہیں ہماری شفاعت کریں گے اللہ تعالیٰ کے ہاں)۔

یعنی اُن کی عبادت اور شرک کرنے کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ کہ یہ بُت جو ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شفاعت کریں گے۔

اور دوسری آیت سورۃ الزمر آیت نمبر 3 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِن مشرکین کی زبانی: ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (الزمر:3)۔(ہم ان کی عبادت نہیں کرتے اِلَّا یہ کہ (استثناء ہے یہ بُت جو ہیں معبودات جو ہیں)) ﴿لِيُقَرِّبُوْنَآ﴾ (ہمیں قریب کر دیں) ﴿اِلَى اللّٰهِ﴾ (اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں) ﴿زُلْفٰى﴾۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ شفاعت جو ہے باطل ہے اور ان کو کوئی نفع نہیں پہنچائے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ المدثر آیت نمبر 48 میں: ﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿٤٨﴾﴾ (پس اُن کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کا کوئی فائدہ نہ ہوگا) (المدثر:48)۔

اور جو صحیح شفاعت ہے یعنی شفاعت کی دوسری قسم جو صحیح شفاعت ہے جسے مثبت بھی کہتے ہیں یہ وہ شفاعت ہے جس میں تین شرطیں پائی جاتی ہیں اور بعض علماء دو شرطیں کہتے ہیں (کوئی فرق نہیں ہے ابھی میں وضاحت کرتا ہوں)؛

تو تین شرطیں ہیں صحیح شفاعت کی:

1-پہلی شرط: اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا شفاعت کرنے والے سے؛ جو شفاعت کر رہا ہے یہ شرط ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس سے راضی ہو۔

2-دوسری شرط: اللہ تعالیٰ راضی ہو جس کی شفاعت کی جارہی ہے؛ اللہ تعالیٰ راضی ہو اُس سے جس کی شفاعت کی جارہی ہے لیکن اس میں ایک استثناء ہے اور وہ یہ ہے کہ جو شفاعت عظمیٰ ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے سب سے بڑی اور عظیم شفاعت کریں گے کہ حساب شروع کیا جائے کیونکہ میدان محشر میں آپ جانتے ہیں کہ پچاس ہزار سال کا دن ہوگا اور لوگ کافی کرب اور شدت کی حالت میں ہوں گے (آگے میں حدیث بیان کروں گا ان شاء اللہ اس شفاعت کی)۔

تو لوگ تڑپ اٹھیں گے اور دیکھیں گے کہ کون انہیں اس کرب سے نجات دلاتا ہے کہ حساب تو شروع ہو ابھی حساب بھی شروع نہیں ہوا، تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ عظیم شفاعت کریں گے؛ اور یہ شفاعت جو ہے یہ تمام لوگوں کے لیے ہے جو میدان محشر میں ہوں گے؛ مومن ہیں یا کافر ہیں اچھے ہیں بُرے ہیں تمام لوگوں کی شفاعت ہوگی، اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں پر راضی نہیں ہوگا، بدکاروں سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا لیکن اس کے باوجود بھی یہ شفاعت ہوگی۔

تو یہ جو شرط ہے کہ اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا اُس سے جس کی شفاعت کی جارہی ہے شفاعت عظمیٰ اس سے مستثنیٰ ہے اور اس کے علاوہ لوگوں کے لیے جو شفاعت کے مستحق ہیں یا جن کے لیے شفاعت کی جارہی ہے اللہ تعالیٰ کی رضا شرط ہے۔

3-تیسری شرط ہے: اللہ تعالیٰ کی اجازت ہو شفاعت میں اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر شفاعت ممکن نہیں ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) کہ اجازت جو ہے وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے بعد ہی ممکن ہے یعنی جب تک اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوگا تو اجازت بھی نہیں دے گا؛ تو اللہ تعالیٰ کی رضا جو ہے اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا شفاعت کرنے والے پر اور اُس کے لیے جس کے لیے شفاعت کی جارہی ہے "الشافع والمشفوع له" کا راضی ہونا لازمی ہے اور اس رضامندی کے بعد اللہ تعالیٰ اجازت دے گا۔

اور ان کی دلیل ذرا غور کریں ان تینوں شفاعتوں کی جو دلیل ہے یا ان شرطوں کی جو دلیل ہے:

(ا) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ النجم آیت نمبر 26 میں: ﴿وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَرْضٰى ۝۲۶﴾ (النجم:26)۔

کتنے فرشتے ہیں آسمانوں میں جن کی شفاعت کوئی کام نہیں آئے گی (نفی کی جارہی ہے شفاعت کی یعنی شفاعت کوئی کام نہیں آئے گی) ﴿اِلَّا﴾ استثنیٰ ہے؛

﴿مِنۢ بَعۡدِ اَنۡ یَّاۡذَنَ اللّٰہُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَیَرۡضٰی﴾ اِلّا یہ کہ جسے اللہ تعالیٰ اجازت دے جسے چاہے اور اس سے راضی ہو جائے)۔
تو اس میں کون سی شرطیں ہیں؟ تینوں شرطیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی بھی ہے شافع اور مشفوع کے لیے۔
اور یہاں پر یہ نہیں فرمایا شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) کہ راضی شافع سے ہے یا مشفوع سے ہے تو اس کا مطلب ہے کہ دونوں سے راضی ہونا لازمی ہے اور دونوں شامل ہیں۔
(۲) دوسری دلیل سورۃ طٰہٰ آیت نمبر 109 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿یَوۡمَئِذٍ لَّا تَنۡفَعُ الشَّفَاعَۃُ اِلَّا مَنۡ اَذِنَ لَہُ الرَّحۡمٰنُ وَرَضِیَ لَہٗ قَوۡلًا﴾ (جس دن شفاعت کام نہیں آئے گی اِلّا جسے رحمٰن اجازت دے اور اُس کے قول سے راضی ہو جائے)
(طٰہٰ:109): اور اس میں دو شرطیں ہیں۔
(۳) اور تیسری آیت میں سورۃ الانبیاء آیت نمبر 28 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا یَشۡفَعُوۡنَ اِلَّا لِمَنِ ارۡتَضٰی﴾ (اور نہیں شفاعت کریں گے مگر جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گا) (الانبیاء:28): اور اس میں کتنی قسم کی شفاعت ہے؟ ایک قسم ہے۔
شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلی آیت میں تین شرطیں ہیں، دوسری میں دو شرطیں ہیں، اور تیسری آیت میں ایک شرط ہے۔
تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی تین شفاعات ہیں:
(۱) پہلی شفاعت شفاعت عظمیٰ ہے یعنی حساب کی شروعات کے لیے۔
(۲) دوسری شفاعت اہل جنت کے لیے تاکہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں جیسے پچھلے درس میں گزر چکا ہے یعنی کوئی بھی مومن جنت میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت نہیں کریں گے اور جنت کے دروازے کو دستک نہیں دیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام بھی شامل ہیں۔
کوئی نبی کوئی ولی اور کوئی مومن جنت میں داخل نہ ہو گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام شفاعت نہیں کریں گے۔
(۳) اور تیسری شفاعت اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جو ہے اُن لوگوں کے لیے شفاعت جو جہنم میں سزا کے مستحق ہو جائیں گے کہ وہ جہنم میں داخل نہ ہوں یا جو اس میں داخل ہو چکے ہیں کہ وہ جہنم سے خارج ہو جائیں (تیسری

قسم کی شفاعت اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُن لوگوں کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ کے عذاب یعنی جہنم کے عذاب کے مستحق ہو جائیں کہ وہ داخل نہ ہوں)۔

یعنی ایک شخص ہے مسلمان ہے اور گناہگار ہے بدکار ہے اس نے توبہ نہیں کی ہے اور نہ اس کے گناہوں کا کوئی کفارہ ہوا ہے تو اب اس شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کا عدل وانصاف جو ہے کہ جہنم کے عذاب کا ایک شخص مستحق ہو چکا ہے تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کریں گے اور وہ جہنم میں داخل نہیں ہوں گے، اور اس کے ساتھ دوسری قسم یہ ہے کہ وہ جہنم میں داخل تو ہو چکا ہے پھر شفاعت کریں گے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسے جہنم سے نکال لیا جائے گا۔

مصنف یعنی شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے ان تین شفاعات کو اس طریقے سے بیان کیا ہے: پہلی شفاعت جو ہے اہل موقف کے لیے ہے میدان محشر میں یعنی یہاں تک کہ: ''أما الشفاعة الأولى؛ فيشفع في أهل الموقف، حتى يقضى بينهم بعد أن يتراجع الأنبياء: آدم ونوح وإبراهيم وموسىٰ وعيسىٰ ابن مريم عن الشفاعة حتى تنتهي إليه۔ عليه الصلاة والسلام''۔

یہ جملہ ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا عقیدۃ الواسطیۃ میں اس کی شرح میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حتى يقضى بينهم'': ''حتى'' جو ہے یہ تعلیلیۃ ہے (ذرا سمجھیں بات کو)؛ حتیٰ کا جو لفظ ہے جو حرف ہے یہ غائیہ کے لیے بھی ہوتا ہے اور تعلیلیۃ کے لیے بھی ہوتا ہے کیونکہ شفاعت کی انتہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لے جو ہو گی یا جب ہو گی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے پہلے شفاعت کریں گے)۔

یعنی حساب سے پہلے شفاعت ہو گی شفاعت ہو گی کیوں شفاعت عظمیٰ جو ہے؟ حساب کے لیے ہو گی نا؛ ''حتى تنتهي إليه'' سے مراد یہ نہیں ہے کہ حساب پہلے ہو گا شفاعت بعد میں ہو گی۔

''حتى'' غائیت کے لیے ہوتی ہے آپ کو پتہ ہے اور غائیت کو کیا کہتے ہیں کسے کہتے ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ میں فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک گیا، تو دوسری جگہ اس میں شامل ہو جاتی ہے۔

''حتى'': لیکن تعلیل کے لیے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے تعلیل کا مطلب یعنی وجہ بیان کرنا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کریں گے اور اس شفاعت کی وجہ سے ہی حساب ہو گا (بات سمجھ آئی ہے؟)۔

تو یہ تعلیلیۃ ہے اور اس کی کئی مثالیں ہیں قرآن مجید میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنفَضُّوا﴾(المنافقون:7)۔

﴿هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنفَضُّوا﴾: وہ کہتے ہیں (یعنی منافقین جو ہیں نہیں نفقہ کرو اُن لوگوں کے لیے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہیں جب تک کہ وہ اُٹھ کر چلے نہ جائیں یا اس وجہ سے کہ وہ چلے جائیں (یہاں پر تعلیلیۃ ہے وجہ بیان کی جارہی ہے)۔

یہ شفاعت جو ہوگی شفاعت عظمیٰ جو ہے یہ کب ہوگی شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "بعد أن يتراجع الأنبياء"(جب تمام انبیاء اس شفاعت سے پیچھے ہو جائیں گے (یعنی شفاعت نہیں کر پائیں گے))۔ یہ کون انبیاء ہیں علیہم الصلاۃ والسلام؟ "آدم ونوح وإبراهيم وموسىٰ وعيسىٰ بن مريم عليهم الصلاة والسلام": یہ شفاعت سے پیچھے ہٹ جائیں گے اور کہیں گے ہم شفاعت نہیں کر سکتے۔

اور اس کی دلیل صحیح بخاری مسلم میں متفق علیہ حدیث میں معروف حدیث ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں لوگوں کا سردار ہوں گا قیامت کے دن (بڑی پیاری حدیث ہے ذرا غور سے سنیں)"أنا سيِّدُ النَّاسِ يومَ القيامةِ"۔

کیا آپ لوگ جانتے ہیں کیسے؟ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو جمع کرے گا اولین اور آخرین کو (پہلوں کو اور آخر میں آنے والوں کو تمام کو)"في صَعِيدٍ واحِدٍ": ایک ہی جگہ پر اور اُن کو پکارنے والے کی پکار سنی جائے گی اور وہ سب کچھ دیکھیں گے، سورج اُن کے قریب کر دیا جائے گا اور لوگ بہت ہی شدید غم اور کرب کی حالت میں ہوں گے جس کی وہ برداشت اور طاقت نہیں رکھتے ہوں گے تو لوگ کہیں گے کیا آپ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہماری کیا حالت ہے (یعنی ہم کتنی شدید تنگی میں ہیں اور کرب کی حالت میں ہیں) کیوں نہ ہم دیکھیں کہ کوئی تمہاری تمہارے ربّ سے شفاعت کرے؟! تو وہ ایک دوسرے سے کہیں گے چلیں آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس چلتے ہیں۔

پھر جائیں گے سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس اور یہ کہیں گے کہ آپ ابوالبشر ہیں (بشر کے باپ ہیں) اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے اور اپنی روح سے تمہارے اندر پھونکا ہے (یعنی وہ روح جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے) اور اپنے فرشتوں کو حکم دیا ہے آپ کو سجدہ کریں آپ نہیں دیکھتے کہ ہماری حالت کیا ہے؟! کتنی شدید تنگی اور کرب ہے یعنی! تو آدم علیہ الصلاۃ

والسلام کہیں گے کہ بے شک میرا ربّ آج بہت ہی شدید غصے میں ہے اس سے پہلے کبھی ایسا غصہ نہ تھا اور نہ اس کے بعد کبھی ایسا غصہ ہوگا (شدید غصے میں ہے)، اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس درخت سے منع کیا تھا اور مجھ سے معصیت ہوگئی؛ ’’نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي!‘‘ یہ حدیث کے لفظ ہیں، ’’اذْهَبُوا إلى نُوحٍ‘‘۔

سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام جب اس شفاعت سے پیچھے ہٹیں گے اور یہ فرمائیں گے ’’نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي‘‘ فرمائیں گے آپ جائیں نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس ’’فَيَأْتُونَ نُوحًا‘‘ پس وہ لوگ جائیں گے سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس اور یہ کہیں گے عرض کریں گے ’’يا نُوحُ‘‘ اے نوح! ’’أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إلى أهْلِ الأرْضِ‘‘ آپ زمین والوں کے لیے سب سے پہلے رسول ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کو عبد شکور کے نام سے نوازا ہے ’’سَمَّاكَ اللَّهُ عَبْدًا شَكُورًا‘‘ جیسا کہ قرآن مجید میں ﴿عَبْدًا شَكُوْرًا﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (الاسراء: 3)؛ ’’اشْفَعْ لَنَا إلى رَبِّكَ‘‘ ہماری شفاعت کریں اپنے ربّ کے ہاں کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس حالت میں ہیں؟! تو سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کہیں گے جیسا کہ سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا اللہ کے غصے کے متعلق وہی الفاظ (یعنی کہ آج اللہ تعالیٰ کو شدید غصہ ہے اس سے پہلے کبھی ایسا غصہ نہ تھا اور نہ ہی بعد میں کبھی ایسا غصہ ہوگا) اور میرے لیے ایک دعوت تھی جو میں اپنی قوم کے لیے دعا کر چکا تھا؛ یعنی شفاعت سے پیچھے ہٹ جائیں گے اور فرمائیں گے ’’اذْهَبُوا إلى إبْرَاهِيمَ‘‘ آپ جائیں ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس۔

پس لوگ جائیں گے سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس اور کہیں گے ’’يا إبْرَاهِيمُ‘‘ اے ابراہیم! ’’أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وخَلِيلُهُ مِن أهْلِ الأرْضِ‘‘ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور خلیل ہیں زمین والوں میں سے، ’’اشْفَعْ لَنَا إلى رَبِّكَ‘‘ ہماری شفاعت کریں اپنے ربّ کے ہاں کیا آپ نہیں دیکھتے ہماری کیا حالت ہے ہم کس حالت میں ہیں؟ تو سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام فرمائیں گے جیسا کہ سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے غضب کے تعلق سے اور پھر فرمائیں گے کہ میں نے تین جھوٹ بولے تھے آپ جائیں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام (میں یہ تین جھوٹ کون سے ہیں شرح میں بتاتا ہوں ان شاءاللہ)۔

پھر لوگ جائیں گے سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس اور کہیں گے اے موسیٰ! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو فضیلت بخشی ہے اپنی رسالت سے اور اپنا کلام کرنے سے (یعنی آپ اللہ کے رسول بھی ہیں اور کلیم بھی ہیں اللہ تعالیٰ ہم کلام ہوا آپ سے) ’’اشْفَعْ لَنَا إلى رَبِّكَ‘‘ آپ ہماری شفاعت کریں اپنے ربّ کے ہاں کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس حالت میں ہیں؟ سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام وہی کہیں گے جیسا کہ سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا اللہ تعالیٰ کے غضب کے تعلق سے اور

فرمائیں گے کہ میں نے ایک شخص کو قتل کیا تھا جبکہ مجھے اس کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا آپ جائیں عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس۔

پس لوگ جائیں گے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس اور کہیں گے اے عیسیٰ! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے سیدہ مریم علیہا الصلاۃ والسلام پاس بھیجا اور اللہ تعالیٰ کی روح میں سے ہیں (یعنی وہ روح جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے) اور آپ نے بچپن میں ہی لوگوں سے کلام کیا ہے آپ اپنے ربّ کے ہاں ہماری شفاعت کریں ''اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟'' کیا آپ نہیں دیکھتے ہم کس حالت میں ہیں؟ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام وہی کہیں گے جو سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا اللہ تعالیٰ کے غصے کے تعلق سے اور کوئی ذنب یا کوئی گناہ کا ذکر نہیں کریں گے، ''اذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ'' آپ جائیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس۔

(اور سب کہیں گے جیسا کہ سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا تھا ''نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي'' تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام)۔

پس لوگ جائیں گے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور کہیں گے: ''يَا مُحَمَّدُ'' اے محمد! ''أَنْتَ رَسولُ اللَّهِ'' آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ''وخَاتِمُ الأَنْبِيَاءِ'' اور خاتم النبیین ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں آپ اپنے ربّ کے ہاں ہماری شفاعت کریں کیا آپ نہیں دیکھتے ہم کس حالت میں؟ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''فَأَنْطَلِقُ فَآتِي تَحْتَ العَرْشِ'' (میں جاؤں گا اور عرش کے نیچے کھڑا ہو جاؤں گا) ''فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي عزَّ وجلَّ'' (پھر سجدے میں گر جاؤں گا اپنے ربّ کے لیے) ''ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ مِن مَحَامِدِهِ وحُسْنِ الثَّنَاءِ عليه شيئًا، لَمْ يَفْتَحْهُ علَى أحَدٍ قَبْلِي'' (اور اللہ تعالیٰ ایسی خاص قسم کی تعریفیں (مَحَامِدِهِ: یعنی یہ لفظ حمد سے لیا گیا ہے) حمد وثناء جو اللہ تعالیٰ مجھ سے پہلے کبھی کسی کو نہیں عطا کریں گے یا نہیں بیان کریں گے) ''ثُمَّ يُقَالُ'' (پھر کہا جائے گا) ''يَا مُحَمَّدُ'' (اے محمد!) ''ارْفَعْ رَأْسَكَ'' (اپنا سر اٹھاؤ) ''سَلْ تُعْطَهْ، واشْفَعْ تُشَفَّعْ'' (آپ مانگیں آپ کو دیا جائے گا آپ شفاعت کریں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی) إلى آخر الحديث۔

(اس سے اور بھی یعنی لمبی حدیث ہے یہاں تک شیخ صاحب نے بیان کی ہے (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے))۔

تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ شفاعت اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کریں گے اور یہ شفاعت عظمیٰ ہے جس کے بعد اللہ تعالیٰ جو ہے حساب اور کتاب شروع کرے گا۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ تین جھوٹ جن کا ذکر سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے کیا ہے اسے صحیح بخاری کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے جو تین جھوٹ کا ذکر کیا ہے وہ جھوٹ نہیں تھے، یعنی ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے صرف تین جھوٹ کا ذکر کیا ہے دو اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے جب یہ فرمایا﴿اِنِّیۡ سَقِیۡمٌ﴾(الصافات:89)، اور دوسرا جو ہے﴿بَلۡ فَعَلَہٗ ٭ۖ کَبِیۡرُہُمۡ ہٰذَا﴾(الانبیاء:63)، اور تیسرا جو ہے اپنی بیوی سارہ کے تعلق سے کہا کہ یہ میری بہن ہے۔

اور صحیح مسلم کی حدیث میں شفاعت کی حدیث میں آیا ہے کہ جو تیسرا جھوٹ ہے وہ اس سیّارے کے تعلق سے تھا کہ ﴿ہٰذَا رَبِّیۡ﴾ (یہ میرا ربّ ہے)(الانعام:76)؛ اور سارہ علیہا الصلاۃ والسلام کے قصے کا ذکر نہیں کیا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں کہتے ہیں: "اس بات سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ رواۃ سے وہم ہوا ہے اور غلط فہمی ہوئی ہے"، اور اس کی تعلیل بیان کی ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے ان تین باتوں کو جھوٹ کہا ہے یہ اُن کا تواضع اور انکساری ہے کیونکہ حقیقت میں دیکھا جائے تو اگر مراد کو دیکھا جائے تو وہ سچ ہے اور واقع کے مطابق ہے یہ صرف توریہ سے بات کی گئی ہے، واللہ أعلم۔

اب اس میں ایک چیز دیکھیں ذرا کہ ایک جھوٹ ہوتا ہے ایک ہوتا ہے توریہ جھوٹ کسے کہتے ہیں؟ جب آپ واقع کے مخالف کوئی چیز بیان کرتے ہیں۔ اس وقت کیا ہے؟ رات ہے۔ واقع کیا ہے؟ دن ہے۔ تو جب آپ کہیں گے رات ہے تو جھوٹ ہے کہ نہیں؟ کیونکہ واقع کے مخالف ہے۔

توریہ کیا ہے؟ توریہ یہ ہے آپ ایسی بات کریں کہ جھوٹ بھی نہ ہو اور سننے والے کو جو ہے پوری انفارمیشن (Information) نہیں ہوگی تاکہ سننے والے کے شَر سے بچنا چاہتے ہیں یا آپ کسی کے حسد سے بچنا چاہتے ہیں یا اس کی بد نظر سے بچنا چاہتے ہیں یا کوئی بھی وجہ ہو، میں اس کی چھوٹی سی مثال دیتا ہوں توریہ کی پھر اس کی وضاحت بھی کرتا ہوں جو اس حدیث میں ذکر آیا ہے۔

یعنی مثال کے طور پر ایک شخص کے دَس بچے ہیں دو بیٹے آٹھ بیٹیاں ہیں کوئی پوچھتا ہے کتنے بچے ہیں آپ کے؟ پتہ ہے کہ بڑی بد نظر لگتی ہے اس بندے کی میں دَس کہوں گا تو بد نظر لگ سکتی ہے وہ کہتا ہے کہ میرے دو بچے ہیں اُس نے جھوٹ بولا؟ جھوٹ نہیں بولا۔ کیا سچ بولا؟ سچ تو بولا ہے نا۔ اُس کی نیت کیا ہے؟ دو بیٹے ہیں، اُس نے یہ نہیں کہا کہ دو بیٹے یا دو بیٹیاں۔

اُس بندے نے پوچھا کتنے بچے ہیں آپ کے؟ اُس نے کہا میرے دو بچے ہیں۔ جبکہ ہیں کتنے ٹوٹل؟ دَس ہیں۔ دو کہاں سے آ گئے؟ دو بیٹے جو ہیں اُن کا ذکر کیا ہے، تو نیت تو بیٹوں کی ہے اور کہا میرے دو بیٹے ہیں؛ تو بعض اوقات اسے توریہ کہتے ہیں یہ بڑے کام آتا ہے ایسے معاملات میں۔

یہ بھی ایک ہے کہ جب ہجرت کا وقت تھا اور مکہ سے مدینہ کی طرف جا رہے تھے اور لوگوں نے مطلب جو سَر کی قیمت لگائی تھی سو اونٹ تو مشرکین کافی پھیل گئے تھے پوری اس جگہ پر تاکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑیں اور اُن کے حوالے کریں قریش کے اور ہمیں انعام یہ مل جائے تو ایک جگہ پر گزر ہوا تو دیکھا دو لوگ جا رہے تھے پوچھا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ یہ کون ہیں؟ فرمایا میری رہنمائی کرنے والے ہیں۔ جھوٹ ہے؟ سچ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑا رہنما کون ہو سکتا ہے رہنمائی کرنے والا۔

تو یہ توریہ اس وقت یعنی مشکل وقت میں کام آتا ہے جیسے میں نے کہا کہ کسی کے شَر سے محفوظ ہونے کے لیے اس کے حسد سے یا بد نظر سے بچنے کے لیے۔

پوچھا آپ کی سیلری کتنی ہے مثال کے طور پر؟ آپ پوری بتاتے ہیں پتہ ہے کہ اس بندے کی بد نظر لگے گی حسد کرے گا مجھ سے تو ایسے ہی بتا دیتے ہیں بھئی چھ ہزار ساتھ ہزار مثال کے طور پر جبکہ آپ لیتے دَس ہزار ہیں۔

تو یہ چیزیں جو ہیں یہ جھوٹ بھی نہیں ہیں سچ بھی ہے لیکن کسی کے شَر سے محفوظ ہونے کے لیے اسے کہتے ہیں توریہ۔

اب واپس آتے ہیں؛ تین جھوٹ جن کا ذکر ہوا ہے حدیث میں:

1- پہلا ہے یہ کہنا﴿إِنِّي سَقِيمٌ﴾ یہ کوئی جانتا ہے کون سا قصہ ہے؟ جو معروف بُت تھا مشرکین کا۔

بہت سارے عبادت تھے عبادت گاہ میں تو ایک بڑا بُت تھا تو وہ کیا کرتے تھے؟ کہ جب اُن کا ایک خاص میلہ ہوتا تھا اپنے کھانے کی چیزیں جو ہیں ساری صبح کے وقت وہاں پر رکھ دیتے تھے بُتوں کے سامنے اور خود چلے جاتے تھے میلوں میں پھر شام کو آتے تھے تو کہتے تھے کہ اس میں برکت ہے، پھر گھر لے جاتے تھے اور کھاتے تھے اُس میں سے۔

تو جب صبح کا وقت ہوا جانے کا وقت ہوا سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نہیں گئے اُن کے ساتھ؛ بھئی آپ کیوں نہیں جا رہے؟ تو فرمایا﴿إِنِّي سَقِيمٌ﴾ (مجھے تکلیف ہے)؛ تو وہ لوگ چلے گئے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نہیں گئے کیونکہ اصل مقصد کیا تھا؟ بُتوں کو توڑنا تھا۔

تو یہ پہلا جھوٹ ہے جبکہ سچ ہے تکلیف میں تھے کہ نہیں؟ کہ بُتوں کی عبادت کی جارہی ہے شرک ہے اور شرک میں تو تکلیف ہوتی ہے موحد کو مومن کو۔ تو اس میں جھوٹ تھا؟ جھوٹ نہیں تھا، لیکن پھر بھی اُن کا تواضع دیکھیں انکساری دیکھیں کہ اس کو جھوٹ میں شمار کر دیا ہے (سبحان اللہ)۔

یہ جھوٹ کس لیے کہا گیا ہے؟ اللہ کے لیے ہے۔

2-دوسرا ہے: ﴿بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا﴾: جب سب کو توڑ دیا تو کلہاڑی جو تھی یا وہ اوزار جس سے بُتوں کو توڑا وہ اس بڑے بُت کے کندھے پر رکھ دیا، جب واپس آئے شام کو دیکھا تو اُن کے سب معبودات ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں سب تباہ ہو گئے ہیں تو روناد ھونا شروع ہوا! پھر پوچھا بھئی کس نے یہ کیا ہے کسی کو دیکھا تم لوگوں نے ہم سب تو اُدھر تھے؟ تو کسی نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ ابراہیم جو ہے (کافی یعنی اس وقت چھوٹی عمر کے تھے جوان تھے) اس جوان کو دیکھا ہے میں نے جاتے ہوئے تو ان سے پوچھا کہ آپ نے یہ کیا ہے آپ نے توڑا ہے؟ تو سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا﴿بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا﴾ تم پوچھو اس بڑے سے ان کے کس نے کیا ہے یہ کس نے توڑا ہے؟ یعنی جو کرائم سین (Crime scene) جسے کہتے ہیں کہ یہاں پر یہ توڑ پھوڑ ہوئی ہے تو اصل اوزار جس سے یہ جرم ہوا جسے تم جرم سمجھ رہے ہو تو جس کے پاس اوزار ہے وہ اس کا ذمے دار ہے نا ایسا ہوتا ہے نا؟! تو آپ اس سے پوچھو میں کہتا ہوں کہ اس بڑے نے ان کو توڑا ہے۔

جبکہ دیکھا جائے سچ ہے کہ نہیں کس اعتبار سے؟ کہ سب سے بڑا جو بُت ہے جس کی وجہ سے باقی بُت موجود ہیں وہی ذمے دار ہے اُن کو توڑنے کا کہ نہیں؟ ٹوٹ پھوٹ کا شکار کیوں ہوئے ہیں؟ جب سب سے بڑا بُت جو ہے، وہ موجود ہے باقی چھوٹے اُس کے ماتحت ہوتے ہیں نا؟

یعنی عبادت گاہ بنانے کی وجہ سب سے بڑا بُت ہوتا ہے یاد رکھیں، جب کوئی عبادت گاہ بنتی ہے جو سب سے بڑے ہیں وہیں سے ابتداء ہوتی ہے اس کے بعد چھوٹے چھوٹے پھر بعد میں آتے ہیں سارے، تو جب سب سے بڑا یہی تھا سب سے پہلے اور باقی بعد میں آئے ہیں تو اُن کو توڑنے کی وجہ یہی تھا کہ نہیں حقیقت میں؟ تو سچ فرمایا: ﴿بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا﴾۔

3- تیسرا جو ہے سیدہ سارہ علیہا الصلاۃ والسلام جو زوجہ ہیں سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی، فرمایا: "إنها أختي" (یہ میری بہن ہے)۔

اور قصہ یہ ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام جب مصر پہنچتے ہیں تو وہاں پر جو اس وقت کا فرعون جو ہے بادشاہ جو ہے جو بھی ہمیشہ کوئی نیا شخص آتا تھا تو جو عورتیں ہیں اُن کو یعنی لونڈی بنا دیتا تھا، جب سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام وہاں پر پہنچے تو سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے وحی کے ذریعے خبر دی ہے کہ یہ آپ کے پاس آرہے ہیں اور اُن کا معاملہ یہ اس طریقے سے ہے اگر آپ کی بیوی ہوگی تو یہ لوگ اٹھا کر لے جائیں گے اگر آپ کہیں گے میری بہن ہے تو یہ چھوڑ دیں گے (اس طریقے سے اُن کا معاملہ تھا)؛ تو جب پہنچے انہوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو فرمایا یہ میری بہن ہے "إنها أختي"۔

جھوٹ ہے یا سچ ہے بیوی بہن ہوتی ہے کیا؟ اسلامی دینی بہن ہے، دین کے اعتبار سے تو بہن ہے نا۔ تو اس اعتبار سے فرمایا کہ یہ میری بہن ہے اور وہ پھر چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

الغرض تو یہ تین چیزیں ہیں جن کو جھوٹ کہا گیا ہے۔

یہ شفاعت عظمیٰ ہے، یہ صرف اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہے اور یہ سب سے عظیم شفاعت ہے تمام شفاعات میں سے کیونکہ اس شفاعت سے لوگوں کو شدید کرب، اور غم، اور تکلیف سے نجات ملے گی۔

اور یہ جو رسول ہیں جن کا ذکر اس حدیث میں ہوا ہے ان کو کہا جاتا ہے "اولوا العزم من الرُسُل" یہ بڑے عزیمت والے رسول ہیں اور قرآن مجید کی دو جگہوں پر ان انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا ذکر ہے:

(۱) پہلا ذکر سورۃ الاحزاب آیت نمبر 7 میں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ﴾: اور جب ہم نے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے میثاق لیا) ﴿وَمِنكَ﴾ (اور آپ سے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) ﴿وَمِن نُّوحٍ﴾ (اور نوح علیہ الصلاۃ والسلام سے) ﴿وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ﴾ (اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے) (الاحزاب:7)۔

تو ان پانچ اللہ تعالیٰ کے پیارے اور عظیم رسولوں کا ذکر ہے ایک ساتھ اس آیت میں اور علماء کہتے ہیں کہ اس لیے ان انبیاء کو ایک جگہ پر بیان کیا ہے کیونکہ یہ جو پانچ انبیاء ہیں تمام انبیاء اور رسولوں سے بہتر اور افضل ہیں۔

ویسے تو اللہ تعالیٰ کے سارے انبیاء اور رسول علیہم الصلاۃ والسلام بہتر ہیں افضل ہیں تمام لوگوں سے اور اِن تمام انبیاء میں سے جو سب سے افضل ہیں وہ پانچ ہیں انہیں کہتے ہیں اولوا العزم جن کا ذکر ان دو سورتوں میں ہوا ہے اور ان پانچوں میں جو سب سے دو

افضل ہیں وہ ہیں محمد اور ابراہیم علیہم الصلاۃ والسلام اور ان دونوں میں سے اور تمام انبیاء اور رسولوں سے جو افضل ہیں وہ ہیں اللہ تعالیٰ کے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؛ تو یہ ترتیب ہے اس فضیلت کی۔

(۲) اور دوسری سورۃ جس میں ان تمام یا ان پانچوں اولوالعزم رسولوں کا ذکر ہے سورۃ الشوریٰ آیت نمبر 13 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى﴾ (الشوریٰ:13)۔ کتنے رسولوں کا ذکر ہے؟ نام کتنوں کا ہے؟ پانچ کا ہے۔

﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ﴾ (اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دین میں سے جو شریعت بیان کی ہے وہ ہے) ﴿مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا﴾ (یہ وہ ہے جس کی وصیت اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ الصلاۃ والسلام کو کی ہے) ﴿وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ﴾ (اور وہ جو آپ پر ہم نے وحی کی ہے) ﴿وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى﴾ (وہ جو ہم نے وصیت کی ہے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام پر)۔

پھر تنبیہ ہے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "الأنبياء؛ آدم ونوح ... إلى آخره" (جو حدیث میں آیا ہے): تو مصنف رحمہ اللہ نے (شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے) جزم کے ساتھ یہ بیان کیا ہے کہ آدم اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بات بالکل صحیح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی ہے اور شریعت نازل کی ہے یعنی اور اُمر اور نہی کا حکم بھی دیا ہے۔

اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں یہ روایت کیا ہے کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرتے ہیں "هل كان آدم نبيًّا؟ قال: نعم" (کیا آدم علیہ الصلاۃ والسلام نبی تھے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جی ہاں! آدم علیہ الصلاۃ والسلام نبی تھے)۔

یعنی اصل بات کیا ہے؟ بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام سب سے پہلے رسول ہیں، اور بعض علماء نے کہا ہے کہ نہیں! سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام جو ہیں سب سے پہلے نبی تو ہیں لیکن سب سے پہلے رسول جو ہیں وہ سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام ہیں تو اس چیز کو بیان کر رہے ہیں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ ورنہ اس میں کسی کو شک نہیں ہے کہ سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے نبی ہیں۔

اور اس میں یہ فرق بھی دیکھیں کہ جوڈارون تھیوری(Darwin theory) والے اور جو سیکولر قسم کے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ انسان (نعوذ باللہ) بندر سے پیدا ہوا،اور وہ یہ کہتے ہیں کہ انسان پہلے جاہل تھا،انسان ننگا تھا برہنہ بدن تھا،انسان جو ہے اسے کسی چیز کا پتہ نہیں تھا نعوذ باللہ جانوروں کی طرح تھا پھر انسان کو اس نیچر نے سکھایا ہے اس نیچر سے سیکھتے سیکھتے انسان کسی جگہ پر جا کر پہنچا ہے اور انسان نے ترقی کی ہے۔

جبکہ جو دین اسلام کا نظریہ ہے وہ کیا ہے یہ سب سے پہلا انسان کیا ہے ؟ سب سے پہلا انسان نبی تھا عالم تھا، جنت سے نازل کیا گیا تھا اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ تھا اللہ تعالیٰ کا پیارا تھا؛ یعنی ساری خوبیاں انسان اوّل میں پائی جاتی ہیں۔

اور سائنس کے ذریعے جو لوگوں نے انسان کو پتہ نہیں کیا بنایا اور کیا پہنچایا دوسری طرف آپ وہ دیکھیں اب انسان خود یہ فیصلہ کرے کہ اس نے کس طرف شامل ہونا ہے وہ بندروں والی جگہ کی طرف شامل ہونا ہے یا یہ عظیم رتبہ جو ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام۔

وہ کہتے ہیں وہ رہ گئے تھے نا سارے نہیں مرے ٹرانزنشنل (Transitional) ایک بلوشنل اسٹیج (evolutionary Stage) جو آتی ہے بڑھتے بڑھتے بڑھتے انسان تو انسان بن گیا وہ بے چارے رہ گئے جیسے تھے وہ سارے نہیں بن سکتے اب، اُس کی خاص نسل تھی جو اس وقت ختم ہو چکی ہے۔

یعنی دیکھیں انہوں نے جھوٹ تو بولنا ہے کچھ نہ کچھ کرنا تو ہے اور یہ سب جو ہے نا سائنس اور چرچ کے ٹکراؤ کی وجہ سے ہے؛ یہ دشمنی تھی بڑی سخت دشمنی تھی سائنس کی اور چرچ کی کیونکہ کرسچن نے بائبل میں جس طریقے سے یعنی تحریف کی گئی ہے اور بہت ساری چیزوں کو غلط منسوب کیا گیا ہے دین اور شریعت کی طرف تو پھر سائنس دانوں نے اس کی مخالفت کرتے کرتے لوگوں نے پھر ساتھ جو ہے وہ سائنس کا دیا ہے اور یہ جو تحریف شدہ دین ہے اس کو چھوڑنا پھر پڑا لوگوں نے چھوڑ دیا ہے !

اور پھر آپ دیکھیں کہ اصل ترقی جو یورپ میں ہوئی ہے اس کے دعویدار یہی لوگ ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم شریعت کو دیکھتے تو ہم کبھی ترقی نہ کرتے تو ہم دین کو پیچھے چھوڑ دیا پھر آگے نکلے ہیں؛ جبکہ یہ بات غلط ہے ! دین اسلام جو حق اور سچ دین ہے وہ کبھی ترقی کی راہ میں رکاوٹ پیدا نہیں کرتا۔

جو شریعت کے خلاف چیزیں نہیں ہیں دین اسلام نے کبھی ان سے منع نہیں کیا یہاں تک کہ راکٹ سائنس دیکھ لیں آپ کیا منع کیا؟ جہازوں پر سفر دیکھ لیں آپ ٹیکنالوجی دیکھ لیں آپ؛ موبائل ہیں، لیپ ٹاپس ہیں، مختلف جو چیزیں ہیں شریعت نے ان سے منع نہیں کیا، ہاں اُس چیز سے منع ضرور کیا ہے جو شریعت کے مخالف ہیں۔

اب میوزک دیکھ لیں آپ یہ پوری سائنس ہی میوزک کی ہے اب؛ ڈانس ہے، میوزک ہے، اکیڈمیاں ہیں شریعت نے ان سے منع کیا ہے یہ کوئی ترقی نہیں ہے یہ معاشرے کی تباہی ہے اخلاق کی تباہی ہے یہ جائز نہیں ہے شرعاً، اگر آپ اس کو ترقی سمجھتے ہیں تو بالکل غلط ہے! الغرض؛ تو سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے نبی ہیں اور سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے رسول ہیں۔

اب آیئے دیکھتے ہیں اس کی دلیل کیا ہے کہ سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے رسول ہیں۔

اسی حدیث میں جیسے گزر چکا ہے اور صریح لفظ ہے شفاعت کی حدیث میں: اگر کوئی پوچھے نا کیا دلیل ہے؟ "حديث الشفاعة":

شفاعت کی حدیث جو ہے متفق علیہ حدیث میں کہ جب لوگ کہیں گے: اے نوح علیہ الصلاۃ والسلام! آپ اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے رسول ہیں (یعنی بڑا شرف اور اعزاز ہے)۔

آپ نے غور کیا لوگوں کی باتوں میں؟ یعنی شدید کرب کی حالت میں ہیں اور اس اللہ کے نبی کے پاس جاتے ہیں عرض کرتے ہیں اور خوبیاں بیان کرتے ہیں۔

تو سب سے پہلی خوبی اور سب سے پہلا شرف اور عظمت جو ہے اور فضیلت جو ہے سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی وہ کیا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے رسول ہیں۔

اور ظاہر قرآن میں بھی اس کی دلیل ملتی ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) سورۃ النساء آیت نمبر 163 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّآ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ كَمَآ أَوۡحَيۡنَآ إِلَىٰ نُوحٖ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعۡدِهِۦ﴾۔

﴿إِنَّآ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ﴾ (بے شک ہم نے آپ پر وحی کی ہے) ﴿كَمَآ أَوۡحَيۡنَآ إِلَىٰ نُوحٖ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعۡدِهِۦ﴾ (جیسا کہ ہم نے وحی کی ہے نوح علیہ الصلاۃ والسلام پر اور انبیاء پر اُن کے بعد (جو بعد میں آنے والے ہیں)۔

تو اس میں دلیل کہاں پر ہے؟ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کی جیسا کہ نوح علیہ الصلاۃ والسلام پر تو نوح کا ذکر پہلے کیوں کیا ہے؟ کیونکہ سب سے پہلے رسول ہیں۔

اور سورۃ الحدیث آیت نمبر 26 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ﴾(اور یقیناً ہم نے بھیجا ہے (یعنی رسالت دی ہے) نوح علیہ الصلاۃ والسلام کو اور ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو اور ان دونوں کی ذرّیت میں نبوت اور کتاب کو کر دیا ہے)۔

یعنی جو نبوت ہے اور جو کتاب اور رسالت ہے نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد کسی اور کو نہیں؛ یعنی جتنے بھی رسول ہیں اور انبیاء ہیں نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی ذرّیت سے ہیں اور نوح کے بعد ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام۔

یعنی سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں کسی اور کی اولاد میں سے کوئی نبی نہیں تھا نہ کوئی رسول تھا اور اس سے پہلے موجود تھے؛ سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں صرف نوح علیہ الصلاۃ والسلام اور ان سے پہلے اور بھی موجود تھے لیکن یہاں پر رسالت اور نبوت کو حصر کر دیا ہے۔

شیث علیہ الصلاۃ والسلام کیا تھے نبی تھے یا رسول تھے؟ جانتے ہیں شیث علیہ الصلاۃ والسلام کون ہیں؟ آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے بیٹے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی اولاد میں سے جو معروف ہیں آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد نبی تھے کیونکہ سب سے پہلے رسول کون ہیں؟ نوح علیہ الصلاۃ والسلام۔

پھر دوسری شفاعت اگلے درس میں ان شاءاللہ بیان کریں گے اور شفاعت کے تعلق سے چند اہم باتیں جو ہیں اگلے درس میں بیان کریں گے۔

واجب لے لیں آپ کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ٹوٹل جو شفاعات ہیں وہ کتنی ہیں اور ان کی دلیل کیا ہے؟ میں نے ایک درس میں بلکہ کئی دروس میں بیان کیا ہے کوئی جانتا ہے کتنی ہیں؟ آٹھ ہیں۔((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (084.العقيدة الواسطية) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio